AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL

Al-Misbah, **Vol. 3, No. 1**(2023),87-96
https://almisbah.info/

جدید تقاضوں کے مطابق خواتین کے تعلیمی حقوق کی ضرورت واہمیت شرعی نقطہ نظر سے

WOMEN'S EDUCATIONAL RIGHTS, NECESSITY & IMPORTANCE ACCORDING TO MODERN REQUIREMENTS, FROM AN ISLAMIC PERSPECTIVE

* Mufti Kifayat Ullah
** Amir zaman kakar

ABSTRACT

21st century is the century of knowledge and skills. Knowledge and skills are the guarantee of national development. All members of the society including women have to play an important role in the development of the country, limited thinking and narrow minded society has closed the doors of knowledge to women and has declared knowledge to be only a man's domain. involvement of women in the field of knowledge and skill is inevitable in Islam. The doors of knowledge and skills have been opened for women. There is no prohibition for women to acquire knowledge while living within Sharia limits. Allah Almighty has ordered everyone to acquire knowledge in all Islam. Period women play their role in every field. During the prophet's era , women took their full share in every field , including knowledge ,industry ,trade ,agriculture and labor . Hazrat Aisha (RA) is one of the most prolific narrators. Hazart Khadijah Al.Kubra (RA) was an international trader. Knowledge is an adornment, in Islam both men and women are ordered to adorn themselves with this adornmen. according to modern requirements, it is necessary for women to show their God. Given abilities in various fields of life . From the shariah point of view, women are allowed to enter the field of knowledge and skills .

Keywords: Islam, Women, Education, Skills, women rights

تعارف:

حالات ہمیشہ یکسر نہیں رہتے مرور زمانہ کی وجہ سے ہر زمانے کی ضروریات اور تقاضے بھی مختلف ہوتے ہیں۔ آج کی ضروریات اور مسائل پہلے سے کافی فرق رکھتے ہیں کیوں کہ اکیسویں صدی تعلیم وترقی کی صدی ہے۔ اس صدی کے تقاضے سب سے منفرد ہیں گزشتہ بیس سالوں میں انفارمیشن ٹیکنالوجی نے اتنی ترقی کی جس کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ دنیا کو ایک گلوبل ولیج بنا دیا، فاصلے کم ہوگئے، انسانی ضروریات اور مسائل بڑھ گئے۔ اس دور کا سب سے اہم تقاضا حصول تعلیم ہے اگرچہ علم کی ضرورت واہمیت سے کسی بھی دور میں انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن دنیا کی مادی ترقی کے ساتھ ساتھ تعلیم کی ضرورت واہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ درحقیقت علم ایک روشنی ہے، علم کے بغیر جہل کے اندھیروں میں زندگی بسر کرنا دشوار ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق بنیادی تعلیم ہر مرد وعورت کیلئے یکساں ضروری ہے۔ اگر حصول علم کا طور طریقہ مختلف

---

* PhD Scholar, Department of Islamic Studies, AWKUM Mardan.
** P.HD. Scholar, Dept: of Islamic studies, BZU Multan.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

ہو گا،ڈاکٹر یوسف قرضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں دونوں جسمانی ساخت، مزاج اور صلاحیتوں میں بہت فرق رکھتے ہیں اور اسی فطری فرق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جدید تعلیمی طریقہ کار کی منصوبہ بندی کے وقت اس میں فرق کرنا چاہیے۔[1]

عام طور پر علم کے میدان کا شہسوار مرد کو ہی قرار دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے خواتین سخت جہالت کے اندر قید ہو جاتی ہیں۔ دین سے ناواقف اور دنیا سے بھی ناآشنا رہتی ہیں۔مکلف ہونے کی وجہ سے جو حلال و حرام کے احکام مرد کیلئے ہیں،جو سزا و جزاء کے احکام مرد کیلئے ہیں وہی حلال و حرام کے احکام اور سزا و جزاء کے احکام مکلف ہونے کی وجہ سے عورت کیلئے بھی ہیں۔ دین اسلام میں تمام بنیادی حقوق میں مرد اور عورت برابر ہیں، کسی کو کسی پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ جس طرح ایک مرد کو بیرونی امور کو سرانجام دینے کیلئے تعلیم کی ضرورت ہے اسی طرح ایک خاتون کو بھی امور خانہ سرانجام دینے کیلئے تعلیم کی ضرورت ہے۔ جس طرح قربِ الٰہی اور پیروی رسول ﷺ کیلئے مرد کو تعلیم کی ضرورت ہے اسی طرح اطاعت خداوندی و قرآن و سنت کی تعلیم کیلئے خاتون کو بھی علم کی ضرورت ہے۔ جس طرح انفرادی طور پر خواتین کیلئے تعلیم کی ضرورت ہے اسی طرح اجتماعی طور پر زندگی کے مختلف شعبوں میں سماجی خدمات سرانجام دینے کیلئے خواتین کیلئے تعلیم کی ضرورت ہے۔ علم خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی، کیوں کہ دینی علم قرآن و سنت کے فہم اور شرعی احکام کے مطابق زندگی گزارنے کیلئے ہے اور دنیوی علم دنیوی امور کو احسن طریقے سے نبھانے کیلئے اور جدید تقاضوں کے مطابق زندگی گزارنے کیلئے ہے۔

لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ مسلم معاشرے میں خواتین کے متعلق اتنے غلط تصورات قائم کیے گئے ہیں جن کی بنیاد پر خواتین بنیادی حقوق سے بھی محروم رہ گئی ہیں۔ڈاکٹر یوسف قرضاویؒ فرماتے ہیں خواتین کے بارے میں روز اوّل سے لوگ افراط و تفریط کا شکار ہوئے ہیں ایک عورت کے حامی اور دوسرے مخالف۔ کچھ لوگ خواتین کی کارکردگی اور خدمات کے ترانے گاتے ہیں اور کچھ لوگ تو خواتین کیلئے تعلیم بھی حقارت و ذلت کا سبب گردانتے ہیں۔[2]

ہر دور میں شدت پسندوں نے خواتین پر علم کے دروازے بند کیے ہیں جس کی وجہ سے وہ علم کے نور سے محروم ہیں اور ہر دور کے اہم تقاضوں سے غفلت کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ اسلام نے شعبہ ہائے زندگی میں جو اہمیت مرد کو دی ہے وہی عورت کو بھی حاصل ہے خواہ وہ معاملات ہوں،عبادات ہوں، معاشرت ہو بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام میں خواتین کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اسلام نے خواتین کو جاہلیت کے اندھیروں سے نکال کر عزت و عظمت کا بلند مقام بخشا، جینے کا حق دیا، جاہلیت کی بے جا رسمی پابندیاں ختم کر کے انہیں آزادی دی، عورت کیلئے حقوق متعین کیے لیکن دور جدید میں خواتین کے ساتھ وہی دور جاہلیت کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ خواتین کو تمام بنیادی حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے، خواتین کیلئے تمام سماجی سرگرمیوں پر سخت پابندی عائد کی جاتی ہے حتیٰ کہ تعلیم کے زیور سے بھی محروم رکھا جاتا ہے۔ خواتین دور جدید کے تمام تقاضوں سے بے خبر ہیں۔

یاد رکھیں! دور جدید میں ملکی ترقی میں خواتین کا ایک اہم کردار ہوتا ہے۔ کوئی بھی میدان ہو معیشت کا میدان ہو، تعلیم کا میدان ہو، صحت کا میدان ہو، سب خواتین کے بغیر نامکمل ہیں۔ دور جدید میں باقی تمام بنیادی حقوق سمیت تعلیم خواتین کیلئے ناگزیر ہے مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں اسلام میں عورت کو دینی و عصری علوم سیکھنے کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ اسکی تعلیم و تربیت اس قدر ضروری ہے جس قدر مرد کی تعلیم و تربیت ضروری ہے۔[3]

ایک تربیت یافتہ ماں کی بدولت معاشرے میں ترقی وخوشحالی ممکن ہے۔ کیوں کہ بچے کی اوّلین درسگاہ ماں کی گود ہے گھریلو امور میں بچوں کی تعلیم وتربیت کیلئے بھی خواتین کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشرے کے ہر فرد کو تعلیم کا حق حاصل ہے تاکہ وہ معاشرے کیلئے ایک کارآمد آدمی بن جائے۔ خواتین نصف معاشرہ ہیں لہذا انکی تعلیم کے بغیر معاشرے کی ترقی ناممکن ہے۔ ڈاکٹر یوسف قرضاویؒ فرماتے ہیں! مسلم خواتین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بقدر امکان ثقافتی، سماجی اور سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیں تاکہ وہ دنیا سے واقفیت حاصل کریں اور معاشرے کی خدمت کر سکیں۔[۴]

دور جدید میں وقت کا اہم تقاضا حصول تعلیم ہے۔ تعلیم کے بغیر ترقی کے دعوے بے سود ہیں۔ اپنے اہداف کے حصول کیلئے تعلیم اولین شرط ہے اسلامی تاریخ میں تعلیم یافتہ خواتین کا اہم کردار رہا ہے۔ زندگی کے چند ایسے شعبے بھی ہیں جن میں تعلیم یافتہ خواتین کا ہونا ضروری ہے۔ لہذا خواتین کیلئے شعبہ ہائے زندگی کے مختلف میدانوں میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا اظہار ضروری ہے تاکہ معاشرے کی تکمیل وتحسین میں عورت کا بھرپور کردار نمایاں ہو۔

خواتین کا تعلیمی حق:

اسلام میں تعلیم کی اہمیت کا اندازہ لفظ اقراء سے ہوتا ہے۔ آغاز ہی علم سے ہے۔ بے شمار قرآنی آیات اور احادیث دنیوی علم کی فضیلت کے بارے میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتے ہیں:

"قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون"[۵]

آپ فرما دیجئے کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔

یہ استفہام انکاری ہے۔ خالق کائنات نے اپنے اشرف المخلوقات کے بارے میں صاف کہہ دیا کہ علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ انسان کی برتری تمام مخلوقات پر صرف علم کی بنیاد پر ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم[۶]

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اس حدیث کے مطابق حصول علم کا حکم عام ہے۔ علم مرد اور عورت دونوں کیلئے لازم ہے۔ مراد اگرچہ حدیث سے قرآن وسنت کا علم ہے لیکن ضمناً اس سے مراد وہ تمام جدید علوم ہیں جن کا سیکھنا دور جدید میں ضروری ہے۔ شارع وحی نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ سے کثیر تعداد میں ارشادات اور واقعات خواتین کی تعلیم کے متعلق منقول ہیں۔

"عن عبداللہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: من کانت لہ ابنۃ فادبھا فاحسن ادبھا وعلمھا فاحسن تعلیمھا واوسع علیھا من نعم اللہ التی اسبغ علیہ کانت لہ منحۃ وسترۃ من النار۔"[۷]

"جس کی بیٹی ہو اور اس نے اسے اچھا ادب سکھایا اور اچھی تعلیم دی اور اس پر انعامات کو وسیع کیا جو کہ اللہ تعالیٰ نے دیے ہیں تو وہ بیٹی اس کیلئے جہنم سے رکاوٹ اور پردہ بنے گی۔"

اس حدیث مبارکہ میں واضح طور پر خواتین کی تعلیم کی اجازت موجود ہے بلکہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ خواتین کو تعلیم دینا باعث اجر قرار دیا گیا ہے۔ ہمارے معاشرے میں حیاء اور پردہ کے نام پر خواتین کو علم کے زیور سے محروم رکھا گیا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"نعم النساء نساء الانصار لم یمنعھن الحیاء ان یتفقھن فی الدین۔"[8]

"انصار کی خواتین بہترین خواتین ہیں۔ حیا نے انکو دین کی تعلیم حاصل کرنے سے منع نہیں کیا۔"

اس حدیث میں واضح بیان کیا گیا ہے کہ حیا اور علم دونوں الگ الگ ہیں ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ شرعی حدود میں رہتے ہوئے پردے کا لحاظ رکھتے ہوئے تعلیم حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں خواتین کی تعلیم کیلئے آپ ﷺ نے ایک الگ نظام بنایا اور ان کیلئے ہفتے میں باقاعدہ ایک دن مقرر کر دیا۔[9] آپ ﷺ نے مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کی بھی اخلاقی تربیت کی اور انہیں دین کے احکام و مسائل سے آگاہ کیا۔ خواتین ہر وقت آپ ﷺ سے سوالات بھی کرتیں تھیں آپ ﷺ انکو جوابات بھی ارشاد فرماتے تھے۔ چنانچہ تاریخ کے اوراق میں چند ایسی خواتین کا نام بھی موجود ہے جنہوں نے علم کے میدان میں مردوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اشاعت اسلام میں انکا بڑا کردار ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تقریباً ۲۲۰۰ احادیث مروی ہیں جن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: میرا آدھا دین عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے محفوظ ہو گا۔[10]

آپ ﷺ کی رحلت کے بعد کبار صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ رضی اللہ عنہا سے مسائل پوچھتے تھے۔ آپ ﷺ کی گھریلو حالات زندگی کی تمام احادیث اور واقعات تو امہات المؤمنین سے منقول ہیں۔ اسلام نے علم کا دروازہ مرد و زن دونوں کیلئے کھول رکھا ہے۔ تعلیم کے بغیر احکام کا فہم اور ان پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ قرآن و سنت میں کہیں بھی یہ بات موجود نہیں کہ خواتین کیلئے تعلیم ممنوع ہے۔ دین اسلام میں مرد و زن کی تعلیم میں فرق کرنے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔[11]

ہاں خواتین کی تعلیم کیلئے الگ نظام ہونا چاہیے تاکہ مخلوط تعلیمی نظام نہ ہو اور علم میں دینی اور عصری علم کا کوئی امتیاز نہ ہو۔ ہمارے زوال اور بربادی کا سبب دینی اور عصری علوم میں فرق کرنا ہے۔ اس وقت مسلمان پوری دنیا پر حکمران تھے جب تک وہ بیک وقت قرآن، حدیث، فقہ، سائنس، طب اور دیگر علوم سے واقف تھے۔ ایسا نظام تعلیم ہونا چاہیے جو دارین میں فلاح و ترقی کا ضامن ہو۔

حضرت محمد ﷺ نے امت مسلمہ کو تعلیم کے حصول کے احکام صادر فرمائے ہیں۔ بلا امتیاز مرد و زن، آزاد و غلام کے، خواتین سمیت لونڈیوں کی تعلیم کا بھی حکم دیا ہے۔

"ایما رجل کانت لہ جاریۃ فادبھا فاحسن تادیبھا واعتقھا وتزوجھا فلہ اجران"

"جس شخص کے پاس کوئی باندی ہو پھر وہ اسے اچھی تعلیم و تربیت دے پھر اسے آزاد کر دے اور اس کا نکاح کرے تو اس کیلئے دو اجر ہیں۔"[12]

اگرچہ عورت کو نصف معاشرہ کہا جاتا ہے لیکن اپنے گھریلو ماحول، اپنے شوہر، اور اولاد پر اثر اندازی کی وجہ سے وہ نصف سے بھی کہیں زیادہ ہے اس لیے خواتین کا تعلیم یافتہ ہونا تاکہ وہ اپنے گھر کے افراد کی صحیح تربیت کر سکیں۔ ماں کی گود اولاد کی اولین درسگاہ ہوتی ہے۔ اگر ماں غیر تربیت یافتہ ہو گی تو وہ بچے کی کیا تربیت کرے گی۔ عورت کی تعلیم اس لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے فرائض کو احسن طریقے سے نبھا سکے

کیوں کہ بچوں کی پرورش دیکھ بھال تعلیم وتربیت شوہر کے حقوق گھریلو کام کاج، یہ ساری ذمہ داریاں عورت کے کندھے پر ہیں۔ آج کل معاشرہ سب سے زیادہ گھریلو مسائل کی وجہ سے دشواری کا شکار ہے اور گھریلو مسائل کے حل میں عورت کا اہم کردار ہوتا ہے۔ ملکی ترقی، سماجی خدمات سمیت متعدد ایسے میدان ہیں جن میں تعلیم یافتہ خواتین کی شرکت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اب ذیل میں جدید تقاضوں کے مطابق خواتین کیلئے کن کن علوم میں مہارت کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ ان تمام کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ مزید ہمارے معاشرے میں خواتین کی دینی تعلیم نورانی قاعدہ، ناظرہ قرآن، شش کلمہ اور چند مسنون دعاؤں تک محدود ہے۔

دینی تعلیم:

بحیثیت مسلمان ہر مرد وعورت کیلئے دینی تعلیم لازمی ہے تاکہ وہ اسلامی احکام کو اچھی طرح سمجھ سکے دینی تعلیم کے نصاب میں خواتین کیلئے تفسیر قرآن، حدیث، عقائد، عبادات، اخلاقیات، معاشرت، نسوانی مخصوص مسائل، اور روزمرہ کے مسائل شامل ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے

"علموا نساءكم سورة نور"[13]

"اپنی عورتوں کو سورۃ نور سکھاؤ"

سورۃ نور میں عورتوں کے مسائل، معاشرتی احکام، ازدواجی زندگی کے مسائل تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے اس سورۃ کی تعلیم کا خصوصی حکم دیا ہے۔ ہماری زندگی کا اولین ہدف اللہ کی رضا اور رسول ﷺ کی اتباع ہے اور یہ دونوں قرآن وسنت کی تعلیم سے مربوط ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے قرآن وسنت کا صحیح فہم اور اس پر عمل کرنا ہمارا اولین فرض ہے لیکن ہمارے مسلم معاشرے میں بھی خواتین بنیادی اسلامی احکام سے ناواقف ہوتی ہیں۔ آج دور جاہلیت اور ہندوانہ رسم ورواج پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔ ہمارے معاشرے میں خواتین کے اندر رسم ورواج اور توہم پرستی آج بھی موجود ہے۔ رسم ورواج کو اسلامی احکام پر ترجیح حاصل ہے۔ جاہلیت کے اندھیروں کو دور کرنے کیلئے معاشرے میں خواتین کیلئے بنیادی اسلامی تعلیمات عام ہونی چاہیں تاکہ وہ خود بھی اسلامی احکام پر عمل کریں اور اپنی اولاد کو بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق انکی تربیت کریں۔ دینی تعلیم فلاح دارین کی ضامن ہے۔ دینی تعلیم سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا قرب ملتا ہے اور یہ نجات فی الآخرت کا ذریعہ ہے۔

میڈیکل اینڈ نرسنگ ایجوکیشن:

دور جدید میں معاشرے کی سب سے اہم ضرورت علاج معالجہ ہے۔ علاج معالجہ کیلئے ایک بہترین طبیب کی ضرورت ہے تاکہ وہ حقیقی معنوں میں مریض کا علاج اور دیکھ بھال کر سکے۔ کسی انسان کا طبی علاج معالجہ اور دیکھ بھال یقیناً باعث ثواب ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ومن احياها فكانما احيا الناس جميعا"[14]

"جس نے ایک جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت بچائی۔"

معلوم ہوا کہ شعبہ طب ایک عظیم شعبہ ہے لیکن اس شعبے میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کی بھی ضرورت ہے تاکہ ایک مریضہ عورت اپنا علاج مرد ڈاکٹر کی بجائے خاتون ڈاکٹر سے کرائے اور خواتین کو نسوانی مخصوص امراض کیلئے خاص کر ڈیلیوری آپریشن میں نامحرم مرد کے پاس جانا نہ پڑے۔ دور جدید میں خاتون کیلئے میڈیکل اور نرسنگ کی تعلیم لازمی ہے۔ خواتین کا بطور طبیب اور نرس علاج کرنا اور میڈیکل تعلیم

سیکھنا اسلامی تعلیمات میں بالکل جائز ہے کیونکہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا کے پاس تھی، اپ ﷺ تشریف لائے اور مجھ سے فرمانے لگے کیا تم حفصہ کو زخمیوں کا علاج نہیں سکھار ہی ہو جس طرح لکھنا سکھاتی ہو۔[۱۵] اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں بھی خواتین میڈیکل کی تعلیم حاصل کرتی تھیں اور اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے تو نرسنگ کی شعبے کا آغاز ہی دور رسالت میں شروع ہوا۔ غزوات میں خواتین صرف اس مقصد کیلئے جاتی تھیں کہ وہ زخمیوں کا علاج کریں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی فرماتے ہیں، خواتین کی غزوات میں شرکت بنیادی طور پر غیر جنگی تھا وہ صرف جنگ میں زخمی ہونے والے زخمیوں کا علاج معالجہ اور تیمار داری وغیرہ کی خدمات سرانجام دیتی تھیں۔[۱۶] نرسنگ کے شعبے میں نمایاں نام حضرت ام رفیدہ انصاری رضی اللہ عنہا کا ہے۔ غزوات میں زخمی ہونے والے صحابہ اکرام کے علاج معالجہ میں ام رفیدہ رضی اللہ عنھا پیش پیش تھیں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا علاج بھی آپ نے ہی کیا تھا جب وہ غزوہ خندق میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ حضرت ام رفیدہ رضی اللہ عنھا مختلف ٹوٹکوں سے زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔[۱۷] اسی طرح ام سنان اور حصہ بیبہ بنت سعد کا نام بھی نرسنگ کے شعبے میں نمایاں ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"کان رسول اللہﷺ یغزو بام سلیم و نسوۃ من الانصار معہ اذا غزا فیسقین الماء و یداوین الجرحی۔"[۱۸]

"رسول اللہ ﷺ ام سلیم اور انصار خواتین کو غزوات میں ساتھ لے جاتے تھے۔ وہ پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔

حضرت عائشہ، حضرت فاطمہ، حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنھن سمیت بے شمار صحابیات عہد رسالت میں نرسنگ کے شعبے سے منسلک تھیں۔ تو معلوم ہوا کہ نرسنگ شعبے کا آغاز دور رسالت میں ہوا۔ لہٰذا دور جدید میڈیکل اور نرسنگ کے شعبے میں خواتین کی شرکت لازمی ہے تاکہ وہ مستقبل میں خواتین کا علاج معالجہ کر سکیں۔ میڈیکل یا نرسنگ کی تعلیم حاصل کرنا یہ صحابیات رسول ﷺ کی ایک عظیم سنت ہے۔ اس سنت پر عمل کرتے ہوئے خواتین کیلئے میڈیکل کی تعلیم اور نرسنگ کی تربیت لازمی ہے۔

فرسٹ ایڈ:

فرسٹ ایڈ کیلئے عام زبان میں ابتدائی طبی امداد کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جب بھی کوئی ناخوشگوار واقیعہ رونما ہوتا ہے تو ہسپتال کے نہ ہونے کی وجہ سے یا ہسپتال دور ہونے کی وجہ سے یا دیگر وجوہات کی بناپر بروقت علاج نہ ہونے سے متاثرہ شخص یا تو شدید درد میں مبتلا رہتا ہے یا مزید خراب ہو جاتا ہے یا تو بالکل مریض دم توڑ جاتا ہے۔ تو ایسی صوتحال میں خون مزید ضائع ہونے اور مزید نقصان سے بچانے کیلئے حادثہ کے فورا بعد فرسٹ ایڈ کا استعمال کیا جاتا ہے اور بعد میں مزید علا کیلئے ڈاکٹر کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ معاشرے کے ہر فرد کیلئے فرسٹ ایڈ کی تعلیم و تربیت بہت ضروری ہے بسا اوقات حادثات ایسے اوقات میں رونما ہوتے ہیں جب گھر میں کوئی مرد نہیں ہوتا خاص کر دیہات میں جہاں تک نہ ریسہ کیو والے ہوتے ہیں، نہ قریبی کوئی ڈاکٹر یا ہسپتال ہوت اہے تو ایسی صوتحال مُں فرسٹ ایڈ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات میں ہسپتال تک صرف مردہ لاش پہنچائی جاتی ہے تو ایمر جنسی کی اس صورت حال سے نمٹنے کیلئے خواتین کو فرسٹ ایڈ کی تعلیم حاصل کرنا بہت ضروری ہے تاکہ وہ اس ہنر سے اپنے پیاروں کی جان بچا سکیں۔

امور خانہ داری کی تعلیم:

دراصل گھر معاشرے کا بنیادی اکائی ہوتا ہے اور اس اکائی کی تمام تر ذمہ داریاں خواتین کے کندھوں پر ہوتی ہیں اور یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جس کیلئے خواتین کا تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے کہ بحیثیت ماں، بحیثیت بیٹی، بحیثیت بہن، بحیثیت بیوی گھر کے مکین کے ساتھ وقت کیسے گزارنا ہے۔ والدین، بھائیوں، اولاد اور شوہر کے حقوق کیسے ادا کرنے ہیں۔ گھریلو امور کو کیسے چلانا ہے اور گھر کے کام کاج کیسے کرنے ہیں۔ مولانا وحید الدینؒ فرماتے ہیں: گھر سنبھالنا ریاست سنبھالنے کے مترادف ہے۔ عورت گھر کے باغ کی مالی ہے اسے چاہیے کہ ایمانداری سے اپنے گھر کو معیاری بنائے اور امور خانہ داری کی مہارت عورت کا زیور ہے اور یہ اس کیلئے باعث اجر ہے۔[۱۹] درحقیقت خواتین پر گھر کی ساری ذمہ داریاں ہیں جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"المراۃ راعیۃعلی اھل بیت زوجھا وھی مسؤلۃ عنھم"[۲۰]

"عورت شوہر کے گھر کی نگران ہے قیامت کے دن اس سے اسکے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

امور خانہ داری میں سب سے اہم فریضہ اولاد کی تربیت ہے۔ ایک تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ خاتون ہی اپنی اولاد کو اچھی تعلیم وتربیت دے سکتی ہے۔ یوسف قرضاویؒ فرماتے ہیں: حقیقت میں عورت اولاد کو پیدائش سے پہلے رحم میں استقرار نطفہ کے وقت سے اس کی پرورش کی ذمہ داری نبھاتی ہے۔[۲۱]

گھر کی دوسری اہم ذمہ داری گھریلو کام کاج کی ہے۔ کیوں کہ بیرونی امور مرد کے ذمے ہیں اور اندرون خانہ امور عورت کے سپرد ہیں ۔یوسف قرضاویؒ فرماتے ہیں: قرآنی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ جب ابراھیم علیہ السلام کے پاس مہمان آئے تو ان کی اہلیہ مہمانوں کی خدمت کرتی تھیں اور یہ بات احادیث سے بھی ثابت ہے کہ صحابیات اپنے گھر کے امور خانہ خود سرانجام دیتی تھیں۔[۲۲] گھریلو کام عورت کی ذمہ داری ہے ۔مولانا مودودیؒ نے اس کی یوں وضاحت لکھی ہے کسب مال شوہر پر ہے اور اس مال سے گھر کا انتظام کرنا عورت کی ذمہ داری ہے۔ عورت کا دائرہ عمل اندرون خانہ ہے اس لئے بیرون خانہ امور عورت کے فرائض میں سے نہیں ہے۔ اس لئے عورت پر نماز جمعہ، نماز جنازہ، نماز باجماعت اور جہاد نہیں ہیں۔ کیوں کہ یہ بیرونی امور سے تعلق رکھتے ہیں[۲۳] لیکن ہمارے معاشرے میں جدید مغربی سوچ کی حامل خواتین گھریلو کام کاج اپنے لئے حقارت اور ذلت کا سبب سمجھتی ہیں او وہ امور خانہ کو ظلم، شدت پسندی سے تعبیر کرتی ہیں۔ اس بارے میں وحید الزمان لکھتے ہیں: اندرون خانہ امور عورت کے سپرد ہیں اور بیرون خانہ امور مرد کے ذمہ ہیں۔ اب دینی بگاڑ یہ ہے کہ گھر سنبھالنے کو کم درجہ کام سمجھا جاتا ہے اور باہر کے کام کو زیادہ بڑا کام سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام کی رو سے حقیقت میں دنوں یکساں ہیں۔ بیرونی امور اور اندرونی امور میں اہمیت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔ لہذا عورت احساس کمتری اور مرد احساس برتری کا شکار نہ بنے۔[۲۴]

لہذا اسلامی تعلیمات کی رو سے اولاد کی صحیح تربیت، شوہر کی خدمت اور گھر کے کام کاج اور دیگر اندرون خانہ امور کو احسن طریقے سے نبھانے کیلئے خواتین کی تعلیم وتربیت ایک لازمی امر ہے تاکہ وہ حقیقی معنوں میں اپنی ذمہ داریوں کو سرانجام دیں۔

دستکاری کی تعلیم:

اگرچہ بنیادی طور پر کمانے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مرد کے کندھوں پر ڈالی ہے۔ اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ عورت پر کسب معاش کے دروازے ہمیشہ کیلئے بند ہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کی رو سے عورتوں کیلئے بھی معیشت کی دوڑ میں شامل ہونے کی اجازت ہے۔ یسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں: عہد نبوی کے واقعات کے گہرے مطالعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو نہ صرف کسب معاش کا حق حاصل ہے بلکہ ان کو پورے مواقع فراہم کیے جاتے تھے تاکہ وہ ذاتی اور خاندانی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مختلف پیشے اختیار کریں۔ اور وہ صرف پیٹ بھرنے کی حد تک نہیں بلکہ دولت مندی کے حصول کیلئے بھی مختلف ذرائع کسب معاش اختیار کرتے تھے۔[۲۵] عہد نبوی ﷺ میں خواتین مختلف معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھیں۔ تجارت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت قیلۃ کا نام سرفہرست ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک انٹرنیشنل تاجر خاتون تھیں اور اس کے علاوہ حضرت عمرۃ بنت طبیخ ملیک ام السائبہ الحولاء العطارۃ، اسماء بنت مخزیۃ، یہ تمام صحابیات عطر فروشی کے کام سے منسلک تھیں[۲۶] اور بسرۃ بنت غزوان محنت مزدوری کرتی تھیں[۲۷] اور خواتین کیلئے معیشت کے شعبوں میں ایک اہم شعبہ دستکاری کا ہے۔ اور عموماً دستکاری کے شعبے سے ہمارے معاشرے میں بھی خواتین وابستہ ہیں۔ دستکاری کی تاریخ طویل ہے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دستکاری کا آغاز عہد حضرت آدم علیہ السلام کے وقت حضرت حواء علیہا السلام نے کیا۔[۲۸] عہد رسالت میں بھی چند صحابیات دستکاری کے شعبے سے منسلک تھیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی زوجہ مطہرۃ حضرت زینب بنت جحش بھی ایک دستکار خاتون تھیں اور وہ دستکاری میں مشہور بھی تھیں جس کے بارے میں آتا ہے:

"وكانت زينب بنت جحش امراة صناع اليد فكانت تربع وتحرز"[۲۹]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا ایک دستکار خاتون تھیں، مختلف اشیاء تیار کرکے فروخت کرتی تھیں۔

اور مشہور فقیہی صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ بھی دستکاری کا کام کرتی تھیں۔ دستکاری ایک ایسا شعبہ ہے جس سے منسلک خواتین گھر بیٹھ کر معاشی دوڑ میں شامل ہو سکتی ہیں۔ غریب خاندانوں کیلئے لاچار اور بیوہ عورتوں کیلئے یہ بہت اہم پیشہ ہے وہ دستکاری کی کمائی سے گھر کا چولہا جلا سکتی ہیں۔ لہذا خواتین کیلئے دستکاری کی تعلیم بھی ضروری ہے تاکہ بوقت وہ اپنے اس فن سے فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں۔

ٹیکنیکل تعلیم:

فن ایک ہنر ہے جو مشکل وقت میں سہارا بن جاتا ہے اس بڑھتی ہوئی مہنگائی میں ہنر عورت کیلئے بھی نعمت سے کم نہیں ہے خاص کر زندگی کے ان مشکل لمحات میں جب عورت بے سہارا ہو کمانے والا کوئی نہ ہو۔ عموماً گھریلو کام کاج سے فراغت کے بعد خواتین فضول سرگرمیوں میں وقت ضائع کر رہی ہوتی ہیں۔ وقت کو ضیاع سے بچنے کیلئے مرد کو مالی مدد دینے کیلئے اور خود اپنے آپ کو معاشی طور پر پاؤں پر کھڑا ہونے کیلئے ضروری ہے کہ خواتین بھی فنی تعلیم حاصل کریں تاکہ وہ اپنے فن کے جادو سے اپنے گھر اور اپنے ملک کے معاشی حالات بہتر کر سکیں۔

فنی تعلیم عصر حاضر میں خاص کر بیوہ اور بے سہارا خواتین کیلئے لازمی ہے تاکہ وہ گھر بیٹھ کر آسانی سے رزق حلال کما سکیں۔ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے ہزار درجے بہتر ہے کہ خود کچھ سیکھیں اور اسی ہنر کے بل بوتے پر رزق حلال کمائیں۔ دور جدید میں خواتین کی فنی تعلیم میں

سلائی کڑھائی کا کام، کوکنگ، دھلائی، چوڑی سازی، کچن اور کلینزی شامل ہیں تاکہ عورت گھر بیٹھ کر باعزت حلال رزق کما سکیں۔ مذکورہ فنون سمیت دیگر فنون سے فائدہ اٹھانے کیلئے خواتین کو فنی تعلیم وٹریننگ کی ضرورت ہے تاکہ وہ نئے جدید طریقوں سے اور ٹیکنالوجی سے مدد سے اپنے فن کے ذریعے کمائے۔

آن لائن بزنس کا تعلیم:

جدید دور میں دیگر سہولیات زندگی کے ساتھ ساتھ کمانے کے ذرائع میں بھی آسانی آتی ہے۔ خصوصا خواتین کیلئے جدید دور میں کمانے کا ایک بہترین ذریعہ آن لائن کاروبار ہے۔ آن لائن کاروبار کیلئے عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کورس بھی ضروری ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ خواتین کو آن لائن کاروبار کی ٹریننگ دی جائے۔ انکو مختلف کورس کروائے جائیں تاکہ خواتین جدید ٹیکنالوجی سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے معاشی سرگرمیوں میں مردوں کے ہاتھ بٹائیں۔

خلاصہ بحث:

ذکردہ پورے بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ تعلیم ایک انسانی بنیادی حق ہے بلا تخصیص و تفریق جنس و نوع، رنگ و نسل تعلیم ہر مرد و زن پر فرض ہے تعلیم ملک قوم اور ایک معاشرے کی ترقی و خوشحالی کا ضامن ہے بااعتبار شمار اگرچہ خواتین نصف معاشرہ ہے لیکن اثر انگیزی میں نصف سے بھی زیادہ ہے دور جدید میں خواتین کیلئے تعلیم وقت کا اہم تقاضا ہے اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں خواتین کی شرکت امر لازم ہے شرعی حدود میں رہتے ہوئے خواتین کی حصول تعلیم میں کوئی ممانعت نہیں ہے کیونکہ اسلام میں خواتین کیلئے حصول تعلیم کا نہ صرف جواز ہے بلکہ حصول تعلیم فرض قرار دیا گیا ہے کیونکہ عہد رسالت میں خواتین تعلیم بھی حاصل کرتی تھیں اور مختلف سماجی سرگرمیوں میں حصہ بھی لیتی تھیں۔ لہذا جدید دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خواتین کیلئے تعلیم، میڈیکل اور نرسنگ ایجوکیشن، فرسٹ ایڈ ٹریگ، امور خانہ داری تعلیم، دستکاری کا تعلیم، ٹیکنیکل ایجوکیشن اور آن لائن بزنس ٹریگ وغیر کی تعلیم حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ ایک خاتون اپنے فرائض کو احسن طریقے سے نبھا سکی، اور معاشرے کی ترقی میں بھرپور کردار ادا کر سکی۔

حواشی وحوالہ جات

[۱] قرضاوی، یوسف، غیر مسلموں کے حقوق وفرائض، مترجم: قیصر شیر از (اسلام آباد، ادارۃ تحقیقات اسلامی، ۲۰۱۱)، ص ۲۷۔

[۲] ایضاً، ص:۱۸

[۳] مودودی، سید ابوالاعلیٰ۔ پردہ۔ (لاہور، اسلامک پبلی کیشنز)، ص:۱۹۹

[۴] قرضاوی، یوسف، اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے حقوق وفرائض، ص:۳۹۷

[۵] القرآن، سورۃ الزمر، ۳۹:۹

[۶] ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، (کوئٹہ، السنن ابن ماجہ، مکتبہ رشیدیہ)، باب فضل العلماء والحب علی طلب العلم، رقم الحدیث:۲۲۴

[۷] طبرانی، ابوالقاسم سلمان بن احمد، المعجم الکبیر، (موصل، مکتبہ االزھر)، ج ۱۰، ص:۱۹۷۔ رقم الحدیث:۱۰۴۴۷

[۸] مسلم۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، (لاہور مکتبہ رحمانیہ)، کتاب الحیض، باب استحباب استعمال المغسلۃ من الحیض، رقم الحدیث:۳۳۲۔

[9] بخاری۔ محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، (لاہور مکتبہ رحمانیہ)۔ کتاب العلم: باب ھل یجوز یجعل للنساء یوعلی حدہ، رقم الحدیث: ۱۰۱۔ دارالسلام، للنشر والتوزیع، ریاض ۲۰۰۰ء

[10] ابن کثیر: اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنھایۃ، (بیروت داراحیاء۔ بیروت ۱۹۹۸ء)۔ ج: ۴، ص: ۱۵۹

[11] کفایت اللہ، کفایت المغنی، (کراچی داراشاعت، ۲۰۰۱ء)۔ ج: ۲۔ ص: ۶۴

[12] بخاری۔ کتاب العتق، باب العبد اذا احسن عبادہ ربہ، رقم الحدیث ۲۵۴۷

[13] بیہقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، (کراچی دار اشاعت، س ن)۔ باب ذکر سبع الطوال، رقم الحدیث، ۲۲۰۵

[14] القرآن، سورۃ المائدۃ، ۵: ۳۲

[15] یوسف، قرضاوی، اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے حقوق و فرائض، ص: ۲۳۲

[16] محمد یٰسین مظہر صدیقی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، (لاہور نشریات، ۲۰۰۸)۔ ص: ۱۱۹

[17] ابن الاثیر، ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد، اسد الغابۃ فی المعرفۃ الصحابۃ، (بیروت دارالکتب العلمیۃ بیروت)۔ باب رفیدۃ الانصاریۃ، ج: ۷۔ ص: ۱۱۱، رقم: ۶۹۲۵۔

[18] ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات الکبریٰ، (بیروت دار صادر ۱۹۶۸ء)، ج: ۸، ص: ۴۲۴

[19] مولانا وحید الدین۔ خاتون اسلام، دارالابلاغ، لاہور ۲۰۱۶ء۔ ص: ۲۲۰

[20] بخاری۔ کتاب النکاح، باب قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ رقم الحدیث: ۵۱۸۸

[21] قرضاوی، یوسف، اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے حقوق و فرائض، ص: ۳۹۴

[22] ایضاً۔ ص: ۳۹۵

[23] ابوالاعلیٰ مودودی، پردہ، ص: ۱۹۲

[24] وحید الدین، خاتون اسلام، ص: ۱۷۶

[25] محمد یٰسین مظہر صدیقی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین ایک سماجی مطالعہ۔ ص: ۱۴۰

[26] ابن الاثیر، اسد الغابۃ فی المعرفۃ الصحابۃ (بیروت، دارالکتب العلمیۃ ۱۹۸۴)۔ ج: ۷، ص: ۲۶۰

[27] ابن حجر عسقلانی، اصابہ، (بیروت، دارالکتب العلمیہ)، ج: ۸، ص: ۵۱

[28] طبری۔ ابی جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، (کراچی، دار اشاعت، ۲۰۰۳ء) ج: ۱، ص: ۱۱۱

[29] ابن سعد۔ طبقات الکبریٰ، (بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۹۹۰ء) ج: ۸، ص: ۸۶